ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا شرعی حکم

جس میں عام حالتوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے، بالخصوص نماز کی حالت میں کپڑا لٹکانے اور نماز سے قبل پائینچے موڑنے پر مدلل ومفصل بحث کی گئی ہے

از: مولانا امداد الحق بختیار قاسمی
استاذِ دارالعلوم حیدر آباد

اسلام ایک ایسا جامع دستورِ حیات ہے، جس میں حیاتِ انسانی کی مکمل رہبری ورہنمائی موجود ہے، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، انسان کی انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے، اسلام نے جس طرح رہنے سہنے اور کھانے پینے کے اصول بتائے ہیں، اسی طرح کپڑے پہننے کے سلسلے میں بھی مکمل رہنمائی فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح غیر اسلامی اور غیر قوموں کے مشابہ لباس سے منع فرمایا ہے، اسی طرح ایسا لباس، جس میں تکبر کا شائبہ ہو، اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے، اسلامی لباس کا ایک محکم ضابطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ مردوں کا لباس ٹخنوں سے نیچے نہیں ہونا چاہیے، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید بیان فرمائی ہے، ذیل میں اس سلسلہ کی احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

متکبرانہ لباس کی ممانعت اور سخت وعید

عہد نبویؐ میں عرب متکبرین کا یہ فیشن تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے تھے اور اس کو بڑائی کی نشانی سمجھتے تھے، ''ازار'' یعنی تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ چلنے میں نیچے کا کنارہ زمین پر گھسٹتا تھا، اسی طرح قمیص اور عمامہ اور دوسرے کپڑوں میں بھی اسی قسم کے اسراف کے ذریعہ اپنی بڑائی اور چودھراہٹ کی نمائش کرتے، گویا اپنے دل کے استکبار اور احساس بالاتری کے اظہار اور تفاخر کا یہ ایک ذریعہ تھا، اور اس وجہ سے متکبرین کا یہ خاص فیشن بن گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی اور نہایت سنگین وعیدیں اس کے بارے میں سنائیں:

عن ابن عمرَ، أن النبي ﷺ قال: مَنُ جرَّ ثوبَهٗ خُيلَاءَ لَمُ ينظُرِ اللّٰهُ إليهِ يومَ القيامةِ.

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنا کپڑا کبر وغرور اور فخر کے طور پر (زمین پر) گھسیٹے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ کرم نہ فرمائے گا۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ: لوکنت متخذا خلیلا.... حدیث نمبر: ۳۶۶۵)

عَنُ أبي سَعِيُدِ نِ الُخُدُرِيِّ قَالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: إزارةُ المُؤمِنِ إلىٰ أنُصافِ سَاقَيُهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيُهِ فِيُمَا بَيُنَهٗ وَبَيُنَ الُكَعُبَيُنِ، وَمَا أسُفَلَ مِنُ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ، قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا يَنُظُرُ اللّٰهُ يومَ القيامةِ إلىٰ مَنُ جَرَّ إزارَهٗ بَطَرًا (ابوداؤد، اللباس، باب فی قدر الموضع من الازار، حدیث نمبر: ۴۰۹۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ مومن بندے کے لیے ازار یعنی تہبند باندھنے کا طریقہ (یعنی بہتر اور اولیٰ صورت) یہ ہے کہ پنڈلی کے درمیانی حصہ تک ہو اور نصف ساق اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو یہ بھی گناہ نہیں ہے، (یعنی جائز ہے) اور جو اس سے نیچے ہو تو وہ جہنم میں ہے (یعنی اس کا نتیجہ جہنم ہے) (راوی کہتے ہیں) کہ یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی (اس کے بعد فرمایا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا، جو ازراہِ فخر وتکبر اپنی ازار گھسیٹ کے چلے گا۔

تشریح: ان حدیثوں میں فخر اور غرور والا لباس استعمال کرنے والوں کو یہ سخت وعید سنائی گئی ہے کہ وہ قیامت کے اس دن میں جب کہ ہر بندہ اپنے ربِ کریم کی نگاہِ رحم وکرم کا سخت محتاج ہوگا، وہ اس کی نگاہِ رحمت سے محروم رہیں گے، اللہ تعالیٰ اس دن ان کو بالکل ہی نظر انداز کردے گا، ان کی طرف نظر کرم بھی نہ فرمائے گا، ہائے ایسے لوگوں کی محرومی وبدبختی! اللھم احفظنا!

حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے لیے اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ تہبند اور اسی طرح پاجامہ نصف پنڈلی تک ہو اور ٹخنوں کے اوپر تک ہو، تو یہ بھی جائز ہے؛ لیکن اس سے نیچے جائز نہیں؛ بلکہ سخت گناہ ہے اور اس پر جہنم کی وعید ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی حدیث اور اس کی صحیح تشریح

عَنِ ابُنِ عُمَرَ، عَنِ النبي ﷺ قال: مَنُ جَرَّ ثَوُبَهٗ خُيَلَاءَ لَمُ يَنُظُرِ اللّٰهُ إليه يومَ القيامةِ، فقالَ أبو بكرٍ: يا رسولَ اللّٰهِ إزارِيُ يَسُتَرُخِيُ إلَّا أنُ أتَعاهَدُهٗ، فقالَ لَهٗ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّكَ لَسُتَ مَنُ يَفُعَلُهٗ خُيَلَاءَ. (بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ازارہ من غیر خیلاء، حدیث نمبر: ۵۷۸۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی فخر و تکبر کے طور پر اپنا کپڑا زیادہ نیچا کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا تہبند اگر میں اس کا خیال نہ رکھوں، تو نیچے لٹک جاتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر و غرور کے جذبہ سے ایسا کرتے ہیں۔

(معارف الحدیث، کتاب المعاشرۃ والمعاملات ج ۶ ص ۲۸۳ تا ۲۹۲)

تشریح: حضرت ابو بکر صدیقؓ دبلے پتلے جسم والے تھے، جس کی وجہ سے کبھی کبھار چلتے ہوئے آپ کا تہبند بے دھیانی میں ٹخنوں سے نیچے سرک جاتا تھا، اور یاد آنے پر پھر فوراً آپ تہبند درست فرماتے، جس کی حدیث میں صراحت مذکور ہے، اور واضح طور پر یہ حضور ﷺ کی وعید کا مصداق نہیں ہے؛ لیکن صحابۂ کرامؓ کا حال بالکل مختلف تھا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی ادنی سے ادنی خلاف ورزی (چاہے ظاہری طور پر ہی کیوں نہ ہو یا غفلت و لاشعوری کے عالم میں ہی ہو) برداشت نہ کرتے تھے، اور اس کا حکم ضرور معلوم کرتے؛ تاکہ کوئی صورت معافی کی نکل آئے، اس کی مثال وہ واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس جارہے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا کہ ایسے دوڑتے ہوئے کہاں جارہے ہو؟ انھوں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں منافق ہوگیا ہوں؛ کیوں کہ میری جو حالت حضور ﷺ کی مجلس میں رہتی ہے وہ بیوی بچوں کے درمیان نہیں رہتی، اور دو قسم کی حالت کا رہنا ہی نفاق ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر والفکر...، حدیث نمبر: ۲۷۵۰)

اسی طرح کا معاملہ حضرت ابو بکرؓ کے ازار کا تھا، آپؓ نے کبھی بھی ارادے سے ٹخنوں سے نیچے تہبند نہیں باندھا، اور یہ حضرات صحابۂ کرامؓ کی دینی فکر اور اطاعتِ حکمِ الٰہی اور حکمِ رسول کی اعلیٰ مثال ہے کہ وہ اپنے اُن اعمال کو جو صرف صورۃً مخالفت کی فہرست میں آتے ہیں، انھیں بھی صریح مخالفت تصور کرتے تھے، اور ان سے احتیاط برتتے تھے۔

نماز میں اسبالِ ازار سے متعلق احادیث

عَنْ أبي هُرَيْرَةَؓ قال: بينما رجلٌ يصلي مُسْبِلاً إزارَهُ، إذْ قَالَ لَهُ رسولُ اللّٰہ ﷺ: إذْهَبْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ جاءَ، ثم قال: إذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جاءَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يارسولَ اللّٰهِ ﷺ! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ؟ قال: إنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إزَارَهُ وَإنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إزَارَهُ.

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہونے کی

حالت میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جاؤ، دوبارہ وضو کرکے آؤ! تو وہ شخص وضو کرکے آیا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، وضو کرکے آؤ! وہ شخص گیا اور وضو کرکے آیا، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: آپ ﷺ نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے، جو اپنی ازار ٹخنوں کے نیچے لٹکائے ہوئے ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاسبال فی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۶۳۸)

تشریح: اس حدیث کی علماء نے چند تاویلیں کی ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دوبارہ وضو کرنے کا حکم نبی پاک ﷺ نے اس لیے عطا کیا؛ تاکہ وہ دورانِ وضو غور کرسکے اور اپنے عملِ مکروہ پر متنبہ ہوکر، اس سے پرہیز کرے، نیز اکمل وافضل طریقے پر نماز ادا کرے۔

(۲) اسبالِ ازار کے عمل کی وجہ سے، اس سے جو گناہ سرزد ہوا ہے، وضو کے ذریعہ وہ گناہ ختم ہوجائے۔

(۳) آپ ﷺ نے دوبارہ وضو کرنے کا حکم زجراً وتوبیخاً فرمایا ہے۔

(۴) حدیث میں نماز کے قبول نہ ہونے سے مراد کامل قبولیت ہے، یعنی اسبالِ ازار کے ساتھ نماز پڑھنے والے کا فرض تو ادا ہوجائے گا؛ لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی مکمل خوشنودی حاصل نہ ہوگی۔

لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسبالِ ازار سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (**مرقاۃ المفاتیح**، باب الستر، الفصل الثانی ۲/۲۳۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی قَالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلاَتِهِ خُيَلاَءَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِي حِلٍ وَلَا حَرَامٍ. (**ابوداؤد**، کتاب الصلاۃ، باب الاسبال فی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۶۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ازراہِ تکبر نماز میں اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے ہو، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ اس کے لیے جنت حلال ہوگی، نہ جہنم حرام ہوگی۔

تشریح: اس حدیث میں اگرچہ علماء نے تاویل کی ہے؛ لیکن حدیث کے ظاہری الفاظ بہت سخت ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسبالِ ازار کرنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے، لہٰذا ان مسلمانوں کے لیے اس حدیث میں لمحۂ فکریہ ہے، جو اسبالِ ازار کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، نیز دوسری

حدیث میں اسبال ازار کرنے والوں کو زبردست پھٹکار لگائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے نہ جنت حلال ہونے کا وعدہ ہے اور نہ جہنم حرام ہونے کی ضمانت، یعنی ایسا شخص جہنمی ہے، اس کا جنت میں داخلہ نہ ہوگا۔

کیا اگر تکبر نہ ہو تو ٹخنے سے نیچے کپڑے پہن سکتے ہیں؟

ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننے کی وبا، اتنی عام ہو چکی ہے کہ عوام کا تو پوچھنا نہیں، بہت سے اہل علم بھی اس طرح کپڑے پہنتے ہیں اور جب ان کو ٹوکا جاتا ہے، تو وہ ان احادیث کا سہارا لیتے ہیں جن میں ''خیلاء'' یعنی تکبر کی قید مذکور ہے، نیز حضرت ابوبکرؓ کی حدیث سے بھی یہ حضرات استدلال کرتے ہیں، تقریباً یہی حال ان حضرات کا بھی ہے، جنہیں دین کی کچھ سوجھ بوجھ ہے اور وہ اپنی زندگی دین کے مطابق نہیں؛ بلکہ دین کو اپنی زندگی کے مطابق کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اللہ ان سب کو دین کا صحیح فہم عطا کرے اور ان کی زندگیوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کردے۔ (آمین)

اسبال ازار کی احادیث میں ''خیلاء'' کی قید کی حقیقت

اسبال ازار کے سلسلے میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں، انھیں دو خانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) وہ احادیث جن میں ''خیلاء'' کی قید مذکور ہے، یعنی اگر کوئی تکبر کی بناء پر اسبالِ ازار کرتا ہے، اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو گھٹیا سمجھتا ہے، تو ایسے شخص کے لیے وہ وعیدیں ہیں جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں۔

(۲) وہ احادیث جن میں ''خیلاء'' کی قید نہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وعیدوں کا ہر وہ شخص مصداق ہے، جو اسبال ازار کرتا ہے، چاہے اس میں تکبر ہو، چاہے تکبر نہ ہو۔

اسبال ازار کب حرام ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ کیا پہلی قسم کی احادیث کے مطابق ''خیلاء'' یعنی تکبر کے ساتھ اسبال ازار ممنوع اور حرام ہے، اور اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعیدیں ہیں، یا دوسری قسم کی احادیث کے مطابق مطلقاً اسبالِ ازار حرام ہے، چاہے تکبر ہو یا نہ ہو؟

''خیلاء'' کی قید اتفاقی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار و مشرکین تفاخر و تکبر اور احساسِ برتری کے مظاہرے کے لیے اپنے کپڑوں میں حد سے زیادہ اسراف کرتے تھے، جب وہ چلتے تو ان کی چادریں اور لنگیاں زمین پر گھسٹتی تھیں، اور اسے وہ بڑائی کی علامت جانتے تھے؛ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت

عثمان بن عفانؓ جب ایک سفیر کی حیثیت سے قریش کے پاس گئے، تو قریش نے حضرت عثمانؓ کی لنگی ٹخنوں سے اوپر دیکھ کر کہا: آپ اسے نیچی کرلیں؛ کیوں کہ رؤسا قریش اسے معیوب سمجھتے ہیں، تو آپؓ نے جواب دیا: ''لَا، هٰكَذَا إِزْرَةُ صَاحِبِیْ ﷺ'' یعنی میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ میرے حبیب کی یہی سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، غزوۃ الحدیبیۃ، حدیث نمبر: ۳۶۸۵۲)

جن احادیث میں ''خیلاء'' کی قید ہے، ان میں اس لفظ کے ذریعہ مشرکین کے اسی تکبر کی ترجمانی کی گئی ہے، اوران کے متکبرانہ احوال کواس لفظ ''خیلاء'' کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ یہ ''خیلاء'' کی قید مشرکین کی حالت اور واقعہ کو بیان کرنے کے لیے ہے، یعنی یہ قید صرف واقعی ہے، احترازی نہیں ہے؛ لہٰذا اب تکبر ہو، یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننا درست نہ ہوگا۔

کیا عرف وعادت کی وجہ سے اسبالِ ازار جائز ہے؟

نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ اوراتنی سخت وعیدوں کے بعد کسی ایمان کا دعویٰ کرنے والے کے لیے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ بلا کسی عذرِ شدید کے اسبالِ ازار کی جرأت کرسکے، اورادنیٰ بھی دینی غیرت رکھنے والا کوئی مسلمان حضور ﷺ کے فرمان عالی کے مقابلہ میں عرف وعادت کو ترجیح نہیں دے سکتا اوراس کا بہانہ نہیں بناسکتا، آنحضرت ﷺ نے خود اس عمل سے پوری زندگی اجتناب فرمایا اور اپنے صحابہؓ کواس سے منع فرمایا؛ حالانکہ صحابۂ کرامؓ، امت کی سب سے بہترین جماعت ہیں، اگر تکبر نہ ہونے کا کسی کودعویٰ ہوسکتا ہے، تو وہ اسی مقدس جماعت کوزیب دیتا ہے، لہٰذا اگر کبر نہ ہونے کی بنا پر اسبالِ ازار جائز ہوتا، تو حضور ﷺ اور تمام صحابۂ کرامؓ کے لیے جائز ہونا چاہیے تھا۔

اسبال ازار ''کبر'' کی وجہ سے ہی ہوتا ہے

عَنْ جَابِرٍؓ... وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ؛ فَإِنَّهٗ مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسبالِ ازار سے بچو! کیوں کہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، حدیث نمبر: ۴۰۸۴)

تشریح: صحابہؓ کی طہارتِ باطنی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا اسبالِ ازار سے ان کو منع فرمانا، اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اسبالِ ازار کا یہ عمل ہی شریعت کے نزدیک قبیح اور مکروہ ہے، چاہے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس کے اندر کبر نہیں ہے، بعض احادیث کے اندر ''خیلاء'' یعنی کبر کی جو قید

آئی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو تکبراً ایسا کرے، اس کے لیے وعید ہے، اور جس میں تکبر نہیں ہے اس کے لیے اسبالِ ازار کی اجازت ہے؛ بلکہ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ اسبالِ ازار کا سبب ہی کبر ہے، یعنی جن کے اندر کبر ہوتا ہے وہی یہ حرکت کرتے ہیں، اسی حدیث کی وجہ سے صاحب فتح الباری علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

”وَحَاصِلُهُ أَنَّ الْإِسْبَالَ يَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ، وَجَرُّ الثَّوْبِ يَسْتَلْزِمُ الْخُيَلَاءَ، وَلَوْ لَمْ يَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُيَلَاءَ“

یعنی اسبالِ ازار کپڑے گھسیٹنے کو مستلزم ہے اور کپڑا گھسیٹنا تکبر کو مستلزم ہے، چاہے پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ کرے۔ (فتح الباری ۱۰/۳۲۵، کتاب اللباس)

اسبالِ ازار مطلقاً حرام

علماء کی ایک بڑی جماعت نے تکبر اور عدمِ تکبر کے درمیان فرق کیے بغیر اسبالِ ازار کو حرام قرار دیا ہے، اور عدمِ تکبر کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا ہے؛ بلکہ حضور ﷺ کے ارشادات کے بعد اسبالِ ازار کرنے کو تکبر کی دلیل قرار دیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۱۰/۳۲۵، کتاب اللباس)

اسبالِ ازار کی حالت میں پڑھی گئی نماز کا شرعی حکم

بہت سے مسلمان جن تک اسبالِ ازار کے سلسلے میں حضور ﷺ کی وعیدیں نہیں پہنچی ہیں، وہ جس طرح نماز سے باہر اسبال ازار کرتے ہیں، اسی طرح نماز میں بھی یہ عمل کرتے ہیں؛ جب کہ اسبالِ ازار کے سلسلے میں رسول پاک ﷺ کی وعیدیں بہت ہی سخت ہیں، نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ”لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ مُسْبِلٍ“ یعنی اللہ تعالیٰ اسبالِ ازار کرنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے، تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اسبالِ ازار کی حالت میں جو نماز ادا کی گئی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ وہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی، یا مکروہ تحریمی ہوگی یا مکروہ تنزیہی؟

اسبالِ ازار کی حالت میں نماز مکروہ

جس اسبالِ ازار کی حرکت سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اتنی سختی سے منع فرمایا ہے، اور جس پر اتنی شدید وعیدیں سنائی ہیں، اسی حرکت کو نماز میں کرنا، اللہ تعالیٰ کے سامنے اور اس کے دربار میں کرنا، کس درجہ قبیح، مذموم اور کتنا گھناؤنا اور برا عمل ہوگا، اس کا فیصلہ ہر ایمان رکھنے والا دل کرسکتا ہے؛ اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ اسبال ازار کے ساتھ جو نماز ادا کی جائے، وہ مکروہ ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی شرعی معذور ہے، تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے، اسی طرح اگر کسی کے بارے میں

غالب گمان ہو کہ اس میں تکبر نہ ہوگا (اور اس کا دعویٰ اس زمانے میں کون کرسکتا ہے اور اگر کوئی کرتا بھی ہے، تو یہ شیطانی دھوکہ ہے، الا ماشاء اللہ) تو اس کی نماز اگرچہ اس درجہ مکروہ نہیں؛ لیکن فی الجملہ کراہت سے وہ بھی خالی نہیں۔

وَإِطَالَةُ الذَّيْلِ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا. (**مرقاۃ المفاتیح**، باب الستر، الفصل الثانی ۲/۶۳۴، حدیث: ۷۶۱)

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک دامن (کپڑے) کو ٹخنوں سے زیادہ لمبا کرنا نماز اور خارج نماز دونوں میں مکروہ ہے۔

صادق ومصدوق نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ اس مسئلہ میں بالکل صریح اور واضح ہیں کہ اسبالِ ازار علامتِ تکبر ہے، لہٰذا اس کے بعد تکبر نہ ہونے کا دعویٰ کرنا نفسانی اور شیطانی دھوکہ ہے، جو انسان کا کھلا دشمن ہے، جب صحابہؓ جیسی برگزیدہ اور مقدس جماعت کو اس سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا، تو ہم اور آپ کس شمار میں آتے ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی اسبالِ ازار سے پورے طور پر اجتناب کرنا چاہیے!

نماز سے پہلے پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑنے کا حکم؟

اسبالِ ازار کے سلسلے میں جو احادیث اوپر آپ کے سامنے آئی ہیں، اسی طرح اسبالِ ازار کی حالت میں نماز کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے محبت رکھنے والا ہر مومن اپنی پوری زندگی میں اس عمل سے بالکل گریز کرے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انھیں احادیث کے احترام میں ہمارے اکثر مسلمان بھائی نماز سے قبل پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑ لیتے ہیں؛ تاکہ ٹخنے کھل جائیں اور کم از کم نماز میں اس گناہ سے بچ سکیں اور ان کی نماز سنت کے مطابق ادا ہو جائے۔

کیا نماز سے قبل پائینچے موڑنا مکروہ ہے؟

تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا نماز سے پہلے پائینچے موڑنے کا یہ عمل درست ہے، اس طرح کرنے سے نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آئے گی؛ کیوں کہ بعض حضرات پائینچے موڑنے کے عمل کو درست قرار نہیں دیتے، اور وہ کہتے ہیں کہ اسبالِ ازار کی حالت میں ہی نماز ادا کی جائے؟

نماز سے قبل پائینچے موڑنا درست ہے

احادیثِ مبارکہ کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہم کپڑے ایسے ہی بنوائیں جن میں خود بخود ٹخنے کھلے

رہیں، پائینچے موڑنے کی ضرورت پیش نہ آئے؛ لیکن ہمارے اکثر نوجوان جو چست جینز یا دیگر پینٹ پہنتے ہیں، جن میں پائینچے موڑے بغیر ٹخنے کھولنے کی کوئی دوسری شکل نہیں ہوتی، تو اب ان کے سامنے دو ہی صورت رہ جاتی ہے، (۱) اسی حالت میں (یعنی ٹخنے ڈھکے ڈھکے) نماز پڑھنا، (۲) پائینچے موڑ کر نماز پڑھنا۔

پہلی صورت میں وہ مندرجہ بالا ان تمام احادیث کی خلاف ورزی کرنے والے ہوں گے، جن میں اس عمل کی قباحت بیان کی گئی ہے، لہٰذا ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ نماز سے قبل پائینچے موڑ لیں؛ تاکہ کم از کم نماز کی حالت میں اس گناہ سے بچ سکیں، خلاصہ یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنا حدیث کی خلاف ورزی ہے اور کم از کم نماز میں پائینچے موڑ کر ٹخنوں کو کھلا رکھنا ضروری ہے۔

نماز سے قبل پائینچے موڑنے کی مخالفت کرنے والے

بعض مکاتبِ فکر کے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کسی کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہے، تو وہ نماز سے قبل اپنے پائینچے نہ موڑے؛ کیوں کہ یہ عمل مکروہ ہے، جس سے نماز میں کراہت آتی ہے، حتی کہ ان میں سے بعض نے اس عمل کو مکروہِ تحریمی قرار دیا ہے، اور بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ نماز واجبُ الاعادہ ہوگی۔

مخالفین کے دلائل

یہ حضرات اپنے اس موقف اور مسلک کی تائید میں کئی دلائل پیش کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث مبارک جس میں کپڑے اور بالوں کو سمیٹنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي ﷺ قال: أُمِرْتُ أنْ أسْجُدَ عَلىٰ سَبْعَةٍ، لَا أكُفُّ شَعْراً وَلَا ثَوْباً.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں، اور نہ بالوں کو سمیٹوں اور نہ کپڑوں کو۔ (بخاری، کتاب الصلاۃ، باب لا یکف ثوبہ فی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۸۱۶)

تشریح: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کپڑوں کا سمیٹنا ممنوع ہے، اور پائینچے موڑنا بھی کپڑے کا سمیٹنا ہے، لہٰذا وہ بھی ممنوع ہوگا۔

دوسری دلیل: فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جن میں "کَفِّ ثوب" کی کراہت کا حکم بیان کیا

گیا، جیسے ''درمختار'' میں ہے:

وَكُرِهَ كَفُّهُ: أَيْ رَفعُهُ، وَلَوْ لِتُرَابٍ، كَمُشَمِّرٍ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ. (**درمختار علی ردالمحتار ۲/۴۰۶**)

مکروہ ہے کپڑے کو سمیٹنا، چاہے مٹی سے بچنے کے لیے ہو، جیسے آستین چڑھانا اور دامن سمیٹنا۔

اور شامی میں اس کے تحت لکھا ہے:

''وَأَشَارَ بِذٰلِكَ إِلىٰ أَنَّ الْكَرَاهَةَ لَا تَخْتَصُّ بِالْكَفِّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ''

اس کے ذریعہ مصنف نے اشارہ کیا ہے کہ کپڑا سمیٹنے کی کراہت نماز کی حالت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ (**ردالمحتار ۲/۴۰۶**)

پہلی عبارت میں مطلقاً کپڑا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، اور شامی میں یہ صراحت کی گئی کہ کپڑا سمیٹنا، چاہے نماز کے اندر ہو، یا اس سے پہلے، دونوں حالتوں میں مکروہ ہے، لہٰذا دونوں عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان جو کپڑا پہنے ہوئے ہے، اگر اسے کہیں سے بھی موڑے، تو یہ عمل مکروہ ہوگا، اور پائینچے موڑنا بھی اسی قبیل سے ہے، لہٰذا یہ بھی مکروہ ہوگا۔

تیسری دلیل: پائینچے موڑنے سے بدہیئتی پیدا ہوتی ہے، اور بری ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا پائینچے موڑنے کا عمل بھی مکروہ ہوگا۔

مخالفین کے دلائل کا حقیقت پسندانہ جائزہ

پہلی دلیل کا جائزہ: پہلی دلیل میں نبی پاک ﷺ کی جس حدیث سے پائینچے نہ موڑنے پر استدلال کیا گیا ہے، یہ استدلال درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس حدیث میں ''کف ثوب'' (یعنی کپڑے سمیٹنے) سے مراد ''ازار'' کے علاوہ قمیص اور چادر وغیرہ ہیں، اور اس کی حکمت صاحب فتح الباری شرح صحیح البخاری علامہ ابن حجرؒ نے یہ لکھی ہے:

''وَالْحِكْمَةُ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا رَفَعَ ثَوْبَهُ وَشَعْرَهُ عَنْ مُبَاشَرَةِ الْأَرْضِ أَشْبَهَ الْمُتَكَبِّرَ''

(**فتح الباری ۲/۳۷۷، کتاب الصلوۃ، باب السجود علی سبعۃ اعظم**)

اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب وہ اپنے کپڑے اور بالوں کو مٹی لگنے کے ڈر سے اٹھائے گا، تو اس میں متکبرین کے ساتھ مشابہت پیدا ہوگی۔

اور پائینچے موڑنا سنت پر عمل کرنے کے لیے ہوتا ہے، نہ کہ تکبر کی وجہ سے؛ لہٰذا یہ اس حدیث کے تحت داخل نہیں، نیز ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جو نیچے پیش کی جاتی ہے۔

حدیث سے پائینچے موڑنے کی تائید

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ایک مرتبہ اس طرح نماز پڑھائی کہ آپ ﷺ ازار کو نیچے سے اٹھائے ہوئے تھے:

عن أبي جُحيفةؓ قال: .... فرأيتُ رسولَ اللّٰه ﷺ خرَجَ في حُلَّةٍ مُشَمِّراً، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ إلى الْعَنَزَةِ..

حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک ایسے لباس میں تشریف لائے، جس میں ازار کو نیچے سے اٹھائے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ (بخاری، کتاب الصلوۃ، باب التشمر فی الثیاب، حدیث نمبر: ۵۷۸۶)

ایک دوسری سند میں یہ الفاظ بھی ہیں: کَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَرِيْقِ سَاقَيْهِ...

یعنی صحابیؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی ازار نیچے سے اتنی اٹھا رکھی تھی، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک ابھی تک دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث میں ایک لفظ آیا ہے "مُشَمِّراً" جو "تشمیر" سے بنا ہے، اور تشمیرُ الثوبِ کے معنی لغت میں ہیں: آستین چڑھانا، پائینچے موڑنا، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر کرنا۔ (القاموس الوحید ۱/۸۸۶، مادہ: ش م ر) نیز علامہ ابن حجرؒ نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں: "رَفْعُ أَسْفَلِ الثَّوْبِ" یعنی کپڑے کے سب سے نچلے حصے کو اٹھانا۔ (فتح الباری ۲/۳۱۵) جس کی ایک شکل پینٹ یا پائجامے کے پائینچے موڑنا بھی ہے۔

پائینچے موڑنا "کفِّ ثوب" کی حدیث کے تحت داخل نہیں

اسی لیے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ احادیث میں "کفِّ ثوب" کی جو ممانعت آئی ہے، وہ "ازار" وغیرہ کے علاوہ میں ہے:

وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ النَّهْيَ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي الصَّلَاةِ مَحَلُّهُ فِيْ غَيْرِ ذَيْلِ الْإِزَارِ... (فتح الباری ۲/۳۱۶)

اس حدیث سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ نماز میں "کف ثوب" کی ممانعت "ازار" کے نچلے حصے کے علاوہ میں ہے۔

دونوں حدیثوں کے مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ پہلی حدیث میں "کف ثوب" سے مراد "ازار" کے علاوہ دیگر کپڑے ہیں، اور ان کپڑوں میں "کف ثوب" کی علت متکبرین کے

ساتھ مشابہت ہے، اور دوسری حدیث نیز علامہ ابن حجرؒ کی شرح سے یہ واضح ہوگیا کہ ''ازار'' کے نچلے حصے کو اٹھانا، یا موڑنا ''کف ثوب'' کی ممانعت میں داخل نہیں، لہٰذا پائینچے موڑنے کی مخالفت کرنے والے ہمارے بھائیوں کو دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے!

دوسری دلیل کا جائزہ: حدیث کی اس بھرپور توضیح وتشریح سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہوگیا کہ فقہ کی کتابوں میں جس ''کف ثوب'' کو مکروہاتِ صلوٰۃ میں شمار کیا گیا ہے، وہاں بھی ''کف ثوب'' یعنی کپڑے سمیٹنے سے مراد ''ازار'' کے علاوہ دیگر کپڑے ہیں، اور پینٹ یا پائجامہ وغیرہ کا موڑنا اس میں داخل نہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فقہ کی عام کتابوں میں ''کف ثوب'' کی مثال میں آستین اور قمیص کے دامن کا تذکرہ ملتا ہے، کہیں ازار یا پائجامے کا ذکر نہیں ملتا۔

نیز فقہ کی کتابوں میں بھی ''کف ثوب'' کی وہی علت بیان کی گئی، جو مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں علت میں گزری ہے، یعنی متکبرین کے ساتھ مشابہت؛ چنانچہ کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق میں لکھا ہے: ''(وَکَفَّ ثَوْبَہٗ) لِأَنَّہٗ نَوْعُ تَجَبُّرٍ''

اور نماز کے مکروہات میں کپڑے کا سمیٹنا ہے؛ کیوں کہ یہ تکبر کی ایک قسم ہے۔ (تبیین الحقائق ۱/۱۶۴، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا)

تیسری دلیل کا جائزہ: ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ پائینچے موڑنے سے بدہیئتی پیدا ہوتی ہے اور بری ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس دلیل کے دو جواب ہیں:

(۱) ٹخنے سے اوپر کپڑا کرنے کو بدہیئتی قرار دینا، بعینہ جدید دور کے افراد کے ذہنوں کی ترجمانی ہے؛ کیوں کہ سوائے چند حضرات کے ماڈرن دور کا کوئی بھی فرد ٹخنے سے اوپر کپڑا پہننے کو، چاہے جس طرح بھی ہو، اچھی ہیئت قرار نہیں دیتا؛ بلکہ اس میں عار محسوس کرتا ہے، اور اسے معیوب سمجھتا ہے، تو کیا ہم ان کے معیوب سمجھنے کی وجہ سے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیں گے!

(۲) ٹخنوں سے اوپر پائینچے رکھنے کو بدہیئتی قرار دینا غلط اور بلادلیل ہے؛ کیوں کہ قاعدہ ہے کہ جو ہیئت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، وہ بری ہیئت نہیں ہوسکتی، اور اس ہیئت کے ساتھ نماز مکروہ نہیں ہوگی، اور ٹخنے کھلے رکھنے، نیز ''ازار'' اوپر اٹھانے کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جیسا کہ ابھی احادیث میں گزرا، لہٰذا اسے بدہیئتی قرار دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کی سنت کے خلاف ہوگا، جیسا کہ کُرتے کے بٹن کھلے رہنا بھی بظاہر بدہیئتی ہے؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس لیے مکروہ نہیں، اور اس سے نماز میں کراہیت نہیں آتی۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی حل الازرار، حدیث نمبر: ۴۰۸۲)

نماز سے پہلے پائینچے موڑنے کے سلسلے میں علماءِ حق کے فتاویٰ

نماز سے قبل پائینچے موڑنے کے جواز کے فتاویٰ، کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں؛لیکن اختصار کے پیش نظر ہم صرف دو فتووٴں پر اکتفار کرتے ہیں، ایک دار العلوم دیوبند کا فتویٰ، دوسرا علماءِ عرب کا فتویٰ۔

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں سائل نے نماز سے قبل پائینچے موڑ کر ٹخنے کھولنے سے متعلق مسئلہ دریافت کیا ہے، بعض مخالفین نے جو اسے شبہے میں ڈالا تھا، ان کے دلائل کا مدلل جواب بھی طلب کیا ہے،فتوے میں ان تمام دلائل کے تسلی بخش جوابات دیے گئے ہیں، اور نماز سے قبل پائینچے موڑنے کے عمل کو درست قرار دیا گیا ہے،فتویٰ بعینہ آپ کی خدمت میں پیش ہے:

سوال: کیا پائینچے ٹخنوں سے نیچے اگر ہو رہے ہوں تو انھیں اگر موڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو پائینچے موڑنے کا عمل مکروہ تحریمی کہلائے گا اور نماز واجب الاعادہ ہوگی، نیز اگر کپڑے یا ٹوپی کا کوئی حصہ مڑ جائے تو تب بھی یہی حکم ہے؟ اس کے حوالے میں بریلوی حضرات مختلف فقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں:

(۱) علامہ ابن العابدین الشامی فرماتے ہیں: أَيْ كَمَا لَوْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُشَمِّرٌ كُمَّهُ أَوْ ذَيْلَهُ وَأَشَارَ بِذَلِكَ إلَىٰ أَنَّ الْكَرَاهَةَ لَا تَخْتَصُّ بِالْكَفِّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. **(ردالمحتار)**

(۲) وَكُرِهَ كَفُّهُ أَيْ رَفْعُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ كَمُشَمِّرِ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ. **(درمختار)**

(۳) جوہرہ نیرہ میں ہے: وَلَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ وَهُوَ أَنْ يَرْفَعَهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ إِذَا أَرَادَ السُّجُودَ. **(الجوہرۃ النیرۃ ۱/۶۳)**

(۴) قالَ عليه السلامُ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلىٰ سَبْعَةِ أَعْظُمٍ لَا أَكُفُّ ثَوْبًا وَلَا أَعْقُصُ شَعْراً.

(۵) حضرت امام بصریؒ سے روایت ہے: کف ثوب کرنے والے کی نماز مکروہِ تحریمی ہے۔(۲/۹۱)

آپ سے درخواست یہ ہے کہ ان حوالوں کا مدلل جواب دیں۔

جواب: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا لنگی لٹکانا ان سخت گناہوں میں سے ایک ہے، جن پر جہنم کی وعید آئی ہے؛ اس لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس حکم کی خلاف ورزی کرکے ٹخنے سے نیچے پائجامہ

اور پینٹ وغیرہ لٹکائے، عام حالات میں بھی یہ جائز نہیں ہے، اور نماز میں تو اور زیادہ قبیح ہے، ''اِسبال'' (ٹخنے سے نیچے پائجامہ یا پینٹ وغیرہ لٹکانا) مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ ''مسبل'' (لٹکانے والا) یہ ظاہر کرے کہ میں تکبر کی وجہ سے نہیں کرر ہا ہوں؛ ہاں! اگر غیر اختیاری طور پر ایسا ہو جائے، یا کسی یقینی قرینے سے معلوم ہو کہ اس میں کبر نہیں تو یہ حکم نہیں لگے گا، جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے واقعہ میں ہے۔

لہٰذا تکبر اور غیر تکبر کے درمیان فرق کرنا، ایک کو ناجائز اور دوسرے کو جائز کہنا، یا ایک کو مکروہ تحریمی اور دوسرے کو تنزیہی شمار کرنا شراح حدیث کی تشریح کے مطابق صحیح نہیں؛ اس لیے کہ حدیث کے اندر ٹخنے سے نیچے ازار وغیرہ لٹکانے اور اس کے کھینچنے کو تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے، اور جن احادیث کے اندر ''خیلاء'' کی قید مذکور ہے، یہ قید احترازی نہیں ہے؛ بلکہ قید اتفاقی یا واقعی ہے کہ ازار لٹکانے والا متکبر ہی ہوتا ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ ٹخنوں سے اونچا پائجامہ یا پینٹ پہننے میں عار آتی ہے، یا ایسے پہننے والوں کو نظرِ حقارت سے کیوں دیکھتے ہیں؟ اس بابت ان سے مضحکہ بھی کرتے ہیں،...

یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسبال مطلقاً ''جرثوب'' یعنی کپڑا گھسیٹنے کو مستلزم ہے، اور جرثوب تکبر کو مستلزم ہے، اگرچہ پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ کرے۔ (فتح الباری ۱۰/۲۵۴)....لہٰذا اگر کوئی آدمی اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یعنی لنگی پینٹ وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکا کر پہنتا ہے؛ لیکن یہ نماز کے وقت پائینچے کو اوپر چڑھا لیتا ہے؛ تاکہ نماز کے وقت کم از کم گناہ سے بچے، اور اس حدیث کا مصداق نہ بنے اور اس کی نماز اللہ کے یہاں مقبول ہو جائے تو یہ عمل مستحسن ہوگا نہ مکروہ۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بوقتِ نماز پائینچے کو اوپر چڑھا کر نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کہنا نہ تو شرعاً صحیح ہے اور نہ عقلاً، سوال میں فقہاء کی جن عبارتوں اور ترمذی کی جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے ان سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتا، ذیل میں یہ عبارت ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) كَمُشَمِّرِ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ أَيْ كَمَا لَوْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُشَمِّرُ كُمِّهِ أَوْ ذَيْلِهِ وَأَشَارَ بِذَلِكَ إلَى أَنَّ الْكَرَاهَةَ لَا تَخْتَصُّ بِالْكَفِّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. (ردالمحتار)

(۲) وَلَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ وَهُوَ أَن يَرْفَعَهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ إِذَا أَرَادَ السُّجُودَ.

(۳) قال عليه السلام أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ لَا أَكُفُّ ثَوْباً وَلَا أَعْقُصُ شَعْراً.

حدیث شریف اور فقہی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لیے مکروہ ہے کہ وہ آستین چڑھا کر نماز میں داخل ہو، یا دورانِ نماز اپنے کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹے؛ تاکہ مٹی وغیرہ نہ لگے، یا پہلے سے کپڑے کو اٹھائے رکھے، مٹی سے بچانے یا اظہارِ تکبر کے مقصد سے؛ چنانچہ کنز کی مشہور شرح تبیین الحقائق میں مکروہ ہونے کی علت لکھی ہے "وَلِأَنَّهٗ نَوْعُ تَجَبُّرٍ"، یعنی کراہت اظہارِ تکبر کی وجہ سے ہے اور اس کے حاشیہ میں "کف الثوب" کے تحت لکھا ہے "وهو أن يَضُمَّ أَطْرَافَهٗ اِتِّقَاءَ التُّرَابِ" اسی طرح ہدایہ میں بھی اس کی علت "لأنه نَوْعُ تَجَبُّرٍ" لکھی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ "کف ثوب" کا یا تو یہ مطلب ہے کہ دورانِ نماز کپڑا سمیٹے، صاحب غنیۃ المستملی نے یہی تفسیر کی ہے، اس صورت میں کراہت کی وجہ نماز میں دوسرے کام میں مشغول ہونا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ مطلقاً "کف ثوب" مکروہ ہے، خواہ دورانِ نماز ہو یا کپڑا سمیٹ کر نماز میں کھڑا ہو، تو اس کی وجہ اظہارِ بڑکپن (تکبر) ہے کہ نماز میں عبث کے اندر مشغول ہونا ہے، نیز شامی کی عبارت "کمشمر کم..." (یعنی آستین چڑھا کر نماز پڑھنا) سے پائینچے وغیرہ کو چڑھا کر نماز پڑھنے کی کراہت پر استدلال صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنے کا کوئی شرعی مقصد نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے بے ادبی اور تکبر ظاہر ہوتا ہے، برخلاف نماز کے لیے پائینچے چڑھانا، یہ ایک نیک مقصد یعنی کم از کم دورانِ نماز گناہ سے بچنے کے لیے ہے اور اس میں نہ تو تکبر ہے اور نہ ہی بے ادبی۔

الغرض! ان عبارات سے اس پر استدلال کرنا کہ نماز پڑھنے کے وقت پائینچے کو اوپر چڑھانا مکروہِ تحریمی ہے، صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، فتوی (د): ۹۳=۲۱-۲/۱۴۳۲

علماءِ عرب کا فتویٰ

عرب کا ایک باشندہ جو نماز سے قبل پینٹ کے پائینچے موڑتا تھا، جب اس کے سامنے وہ حدیث آئی، جس میں حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ "میں نہ کپڑے سمیٹتا ہوں اور نہ بالوں کو اٹھاتا ہوں" تو اس نے اپنے اس عمل کا حکم اور حدیث کا مطلب دارالافتاء سے معلوم کیا۔

فتوے میں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ نماز سے قبل پائینچے موڑنا "کف ثوب" کی ممانعت والی حدیث کے تحت داخل نہیں ہے، لہٰذا یہ عمل درست ہے، فتویٰ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

سوال: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور نہ کپڑوں کو موڑوں اور نہ ہی بالوں کو سمیٹوں، اب سوال یہ ہے کہ ہم کام کے اوقات میں اپنے

پائجامہ وغیرہ کو نیچے سے موڑتے ہیں؛ تاکہ نماز کے وقت (بھی) اسبال کے گناہ سے بچ سکیں تو کیا ہمارا یہ عمل درست ہے؟

جواب: الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد! سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ سوال میں جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ حدیث ”ولا أكف ثوبا وشعراً“ نیز ”ولا أكفت“ کے الفاظ کے ساتھ کتب حدیث میں مذکور ہے، لیکن ”وأن لا أطوي“ کا لفظ غیر معروف ہے۔

رہا مسئلہ کا حکم، تو اسبال ازار نماز اور خارج نماز دونوں میں ممنوع ہے، جیسا کہ بہت ساری احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے، لہٰذا اگر کوئی مصلی اپنا کپڑا نماز کی حالت میں اسبال کی حد سے اوپر اٹھاتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حدیث کا مصداق نہیں ہوگا، جس میں کپڑا موڑنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے؛ اس لیے کہ نماز اور خارج نماز میں کپڑے کا موڑنا ایک حکم شرعی ہے، اور کئی اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ نماز میں کپڑا موڑنے میں کراہت اس وقت ہوتی ہے؛ جب کہ یہ عمل بلاضرورت ہو، اگر ضرورت کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، روض الطالب کے شافعی مصنف لکھتے ہیں کہ نمازی کے لیے بلاضرورت اپنے بالوں اور کپڑوں کا سمیٹنا مکروہ ہے، فقط واللہ اعلم۔

حرف آخر

اس پوری بحث اور حضور پاک ﷺ کی احادیثِ مبارکہ نیز محدثین کرام کی تشریحات اور فقہاء کی عبارتوں سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوگیا کہ اسبالِ ازار شریعت کی نگاہ میں ممنوع اور حرام ہے، چاہے اسبال ازار کرنے والا یہ دعویٰ کرے کہ اس میں تکبر نہیں ہے، نیز یہ مسئلہ بھی بالکل صاف ہوگیا کہ اگر کوئی مسلمان گناہ سے بچنے کے لیے نماز سے پہلے اپنی پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑتا ہے؛ تاکہ اس کی نماز سنت کے مطابق ہو اور وہ کم از کم نماز کی حالت میں اسبالِ ازار کے گناہ سے بچ سکے، تو اس کا یہ عمل بالکل درست ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے، لہٰذا جو حضرات نماز سے قبل پائینچے موڑنے کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں اپنے مسلک سے اوپر اٹھ کر ان احادیث اور محدثین کی ان تشریحات کو بغور پڑھنا چاہیے، جن میں اس عمل کی انتہائی مذمت اور قباحت بیان کی گئی ہے، اور پائینچے موڑنے اور ٹخنے کھولنے کے عمل کو درست قرار دیا گیا ہے۔

❁ ❁ ❁